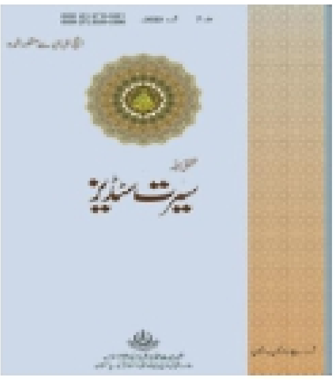

Seerat Studies Research Journal

eISSN: 2710-5261, pISSN: 2520-3398
Publisher:Department of Seerat Studies
Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jss
Vol.08 Issue: 08 (January-December 2023)
Date of Publication: 25-December 2023
HEC Category (July 2022-2023): Y

https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jss

Article	عصر حاضر کے تعلیمی نظام میں اخلاقی بنیادوں کی تنفیذ اور سیرت النبی ﷺ سے راہنمائی: ایک تجزیاتی مطالعہ *Guidance from Seerat un Nabi (PBUH) in application of moral foundations in contemporary educational systems: An analytical Study*
Authors & Affiliations	***1. Dr. Muhammad Tahir Ali Shah*** *Assistant Professor, Govt. Graduate College, Satellite Town, Rawalpindi.* *smtahirshah2@gmail.com*
Dates	***Received*** 15-04-2023 ***Accepted*** 15-07-2023 ***Published*** 25-12-2023
Citation	Dr. Muhammad Tahir Ali Shah, 2023. عصر حاضر کے تعلیمی نظام میں اخلاقی بنیادوں کی تنفیذ اور سیرت النبی ﷺ سے راہنمائی: ایک تجزیاتی مطالعہ [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: https://iri.aiou.edu.pk [Accessed 25 December 2023].
Copyright Information	عصر حاضر کے تعلیمی نظام میں اخلاقی بنیادوں کی تنفیذ اور سیرت النبی ﷺ سے راہنمائی: ایک تجزیاتی مطالعہ 2023@ by Dr. Muhammad Tahir Ali Shah is licensed under Attribution-Share Alike 4.0 International
Publisher Information	Department of Seerat Studies , Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla Religion Database (Atla RDB)	Scientific Indexing Services (SIS)

عصر حاضر کے تعلیمی نظام میں اخلاقی بنیادوں کی تنفیذ اور سیرت النبی ﷺ سے راہنمائی: ایک تجزیاتی مطالعہ

Guidance from Seerat un Nabi (PBUH) in application of moral foundations in contemporary educational systems: An analytical Study

Abstract

Commencing with the command to read, Prophet Muḥammad (peace be upon him) was appointed to the position of a teacher. Excelling in this role, he was then designated as a messenger, tasked with acquiring and promoting knowledge. His approach to education and persistent efforts reflects that an important portion of his life was dedicated to the promotion and spreading of knowledge. Education remained supreme in his routine to form the foundations of his great revolution.

The success of His educational revolution can be recognized, among other factors, to the fact that He rooted a lot of ethical values into the foundations of education and emphasized their promulgation. Islam considers knowledge not just the accumulation of information but a commitment to these ethical virtues also.

Prophet (PBUH) forbade to hide the knowledge and declared the corruption in knowledge worse from the corruption in wealth. He advised to attain the required competency in the knowledge and discouraged the arrogance in education like every field of life. He stressed to be practical regarding the education and to get the beneficial knowledge forever. He taught to pray and focus on increasing the knowledge and to respect the mentors and teachers. He suggested to make the educational process as easy as can be and preached to adopt ethical and moral values in educational process.

In the present era, where education has transformed into a routine and formal practice, failing to provide substantial benefits, ethical values, awareness and encouragement, these ethical and moral aspects of education have become extremely essential. Applying these ethical teachings can enhance the benefits derived from education within the current educational system. This article observes these ethical and moral teachings in the light of the Prophet's (peace be upon him) Seerah, teachings and examples through an analytical and comprehensive lens.

Key Words: Ethical, Education System, Seerah, Teachings, Moral values,

تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم کی بنیاد پر فضیلت و مرتبہ عطا فرما کر علم و تعلیم کو ہمیشہ کے لیے اس کے عروج و منزلت اور ترقی کا سبب بنا دیا اور تاریخ انسانی میں اپنے منتخب انبیاء و رسل کو انسانیت کی تعلیم و تربیت کے لیے مسلسل مبعوث فرمایا۔ اس سلسلہ کے آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پڑھنے کے حکم سے آغاز کرتے ہوئے معلم کے منصب پر فائز کر کے مبعوث فرمایا اور علم کے حصول و ترویج کے بے شمار احکام و ترغیبات عطا فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تعلیم و تدریس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور اسے نصب العین بنا کر اپنی دعوت کا آغاز کیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمی فکر اور جد و جہد کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ تعلیم کی ترویج و اشاعت میں گزارا۔ آپ ﷺ کے معمولات میں تعلیم کو اولین ترجیح حاصل رہی اور آپ ﷺ نے اپنے عظیم انقلاب کی بنیاد تعلیم ہی پر رکھی۔

آپ ﷺ کے اس تعلیمی انقلاب کی کامیابی کی منجملہ دیگر وجوہات کے ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے تعلیمی اخلاقیات کو تعلیم کی بنیادوں کے طور پر سکھایا اور اس کی ترویج پر زور دیا۔ کیونکہ اسلام کے نزدیک علم محض معلومات اکٹھی کر لینے کا نام نہیں بلکہ ان اخلاقی اقدار کے التزام کا نام ہے جن کو اختیار کر کے اہل علم انبیاء علیہم السلام کے وارث قرار دیے جاتے ہیں۔ عصر حاضر میں جب کہ تعلیم ایک رواجی اور رسمی عمل بن کر رہ گئی ہے اور خاطر خواہ فوائد نہیں دے پا رہی، ان تعلیمی اخلاقیات سے آگاہی اور ترغیب انتہائی ضروری ہو گئی ہے تاکہ موجودہ تعلیمی نظام میں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ان اخلاقیاتِ تعلیم کا اطلاق کر کے تعلیم سے کماحقہٗ فائدہ اٹھایا جا سکے۔ زیر نظر مقالہ میں ان ہی تعلیمی اخلاقیات کا سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تحقیقی اور تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

اسلام میں تعلیم کی اہمیت اور نبی اکرم ﷺ کا تعلیم سے تعلق

اسلام ایک عالمگیر اور دائمی دین اور طرز زندگی کا نام ہے۔ انسانیت کی بقاء اور سلامتی کے لیے مطلوب تمام پہلوؤں کو تفصیلاً واضح کرتا ہے۔ ان میں سے اہم ترین اور قابل ترجیح تعلیم و تعلم کو قرار دیا ہے۔ اسلام کے نزدیک تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ پر پہلی وحی کو لفظ "اقراء" سے شروع کیا جو کہ پڑھنے لکھنے کا واضح پیغام تھا۔ اور عالم کو جاہل پر فضیلت عطا فرمائی اور فرمایا: يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ"[1]۔ (یعنی جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجے بلند کرے گا)۔

پھر انبیاء علیہم السلام کو لوگوں کی تعلیم و تربیت ہی کے لیے مبعوث فرماتا رہا۔ آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا تو خالص مقصد ہی لوگوں کو کتاب و حکمت کی تعلیم اور ان کا تزکیہ کرنا قرار دیا چنانچہ ارشاد فرمایا: لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"[2]۔ (یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجے جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور انکا تزکیہ کرتے (یعنی ان کو پاک کرتے) اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں)۔

اس کے علاوہ آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں اذکر و ادعیہ اور تعلیم و تعلم کے دو حلقوں میں سے تعلیم و تعلم کے حلقے کو منتخب فرمایا اور یہ فرماتے ہوئے ان میں تشریف فرما ہو گئے: " وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا"[3] (یعنی کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے)۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ساری زندگی انسانیت کو سکھانے اور تعلیم دینے کی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ علم کو پروان چڑھایا، علم میں اضافے کی دعائیں تلقین فرمائیں: چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی رات کو بیدار ہونے کے بعد کی جو دعائیں نقل کی ہیں ان میں سے ایک یہ تھی "اللَّهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا"[4] (یعنی اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما)، اسی طرح حصول علم کے راستے پر چلنے والے کے لیے جنت کے راستے کے آسان ہونے کی خوشخبری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الجَنَّةِ"[5]۔ تعلیم کے ساتھ آپ ﷺ کی اس قدر وابستگی اور تعلق کے بعد آپ ﷺ کی تعلیمات و سیرت سے ماخوذ تعلیمی اخلاقیات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ اور تعلیمی اخلاقیات

آپ ﷺ نے نہ صرف تعلیم کی اہمیت پر زور دیا بلکہ تعلیم کے ساتھ وابستگی کو شائستگی اور اخلاقیات کا پابند بھی بنایا تاکہ تعلیم کے فوائد کا حصول کماحقہٗ ہو سکے۔ کیونکہ دنیا کے کسی بھی معاشرے میں بڑے بڑے بحران اس وقت آتے ہیں جب خود علم تاریکیوں میں گھر جاتا ہے، جب تعلیم بھٹک جاتی ہے، مکتب اپنے مقصود کو گم کر دیتا ہے اور

جب معلم اپنا فریضہ اور کردار صحیح طور سے ادا نہیں کرتا[6]۔ ذیل میں آپ ﷺ کی سیرت کی روشنی میں چند تعلیمی اخلاقیات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔:

۱۔اشاعتِ علم کی ترغیب اور کتمان علم سے اجتناب

علم کو ظاہر کرنا اور آگے پھیلانا صدقہ جاریہ جبکہ علم کو چھپانا اور آگے منتقل نہ کرنا ناپسندیدہ رویوں میں شمار ہوتا ہے۔آپ ﷺ نے علم کو آگے پھیلانے کی علمی اخلاقیات کے طور پر ترغیب دی اور اس کا اجر بیان فرمایا۔چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے اسلام سے متعلق عظیم خطبہ دیا جو کہ ایک اعلیٰ علمی سرمایہ تھا، پھر اس کے آخر میں فرمایا:" فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ، فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ لِمَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ"[۷](یعنی تم جو یہاں موجود ہو ان لوگوں تک یہ باتیں پہنچاؤ جو یہاں حاضر نہیں)۔

ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا:"اللہ تعالیٰ اس آدمی کو خوش و خرم رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور اسے من وعن دوسروں تک پہنچادیا۔اور جن تک بات پہنچائی جائے ان میں سے کئی ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس بات کو سننے والوں سے بھی زیادہ اچھے طریقے سے یاد رکھتے ہیں"[8]۔

اس کے ساتھ ساتھ کتمان علم یعنی علم کو چھپانے اور ظاہر نہ کرنے پر سخت وعید فرمائی۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَا مِنْ رَجُلٍ يَحْفَظُ عِلْمًا فَيَكْتُمُهُ، إِلَّا أُتِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْجَمًا بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ"[۹]۔(یعنی جو شخص بھی علم یاد رکھتے ہوئے اسے چھپائے تو اسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنا کر لایا جائے گا)۔

آپ ﷺ کا ہی ایک اور فرمان یوں روایت کیا گیا ہے: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ القِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ[10]۔(یعنی جس شخص سے علم سے متعلق جس کو وہ جانتا تھا، سوال پوچھا گیا پھر اس نے اسے چھپا لیا تو اسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی)

یہ حکم خصوصیت کے ساتھ تو فرض علوم کے بارے میں ہے تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ نفلی علوم کی نشرو اشاعت نہ کی جائے بلکہ یہ ضروری ہے کہ نشر و تبلیغ کے زبانی و تحریری وسائل کو استعمال میں لاتے ہوئے ان علوم کو بھی پھیلایا جائے۔یہ کام فرض کفایہ میں شامل ہے اور بعض اہل علم کی افادہء عام کی خاص اہلیت کے باعث اس علم کی تعلیم و تبلیغ اس پر فرض بھی ہو جاتی ہے[11]۔

۲۔علمی امانت کا لحاظ

عمومی طور پر امانت اور ایمان کو لازم و ملزوم جبکہ خیانت کو منافق کی علامات میں سے قرار دیا گیا۔اسی طرح علمی امانت کا خیال رکھنا بھی تعلیمی اخلاقیات میں شمار کیا گیا۔آپ ﷺ نے علمی خیانت کو مال کی خیانت سے زیادہ سخت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:" تَنَاصَحُوا فِي الْعِلْمِ، فَإِنَّ خِيَانَةَ أَحَدِكُمْ فِي عِلْمِهِ أَشَدُّ مِنْ خِيَانَتِهِ فِي مَالِهِ، وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ سَائِلُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[۱۲](یعنی علم کے بارے میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہا کرو(تاکہ کوئی علم میں خیانت نہ کرے) تم میں سے کسی کی علم میں خیانت اس کی مالی خیانت سے بڑا جرم ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تم سے اس بارے میں پوچھے گا)۔یوں کسی دوسرے کے علمی کام کو خود سے منسوب کرنا (Plagiarism) یا غلط راہنمائی کرنا بھی علمی سرقہ، دھوکہ اور خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔اسلام کی علمی تراث میں روایات و آثار کے ثبوت کے لیے اسناد کا لحاظ واہتمام اس سلسلہ کی عملی مثال ہے۔

علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاویؒ علمی خیانت کی شناعت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ بات بھی علامت علم میں سے ہے کہ کسی نظریے اور قول کو اسی شخص کے ساتھ منسوب کیا جائے جس کا وہ ہے۔ کسی دوسرے کے علم سے استفادہ کر کے اس کی فضیلت و برتری کو خود سے منسوب نہ کیا جائے۔ یہ تو چوری ہے اور دھوکہ دہی و جعل سازی کی ایک قسم ہے۔ اسلاف کا کہنا ہے کہ بات کی برکت اس میں ہے کہ اسے اس کے کہنے والے سے ہی منسوب کیا جائے"[13]۔ اس غیر اخلاقی رویے اور رجحان کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ معاشرے سے علمی ترقی، عروج اور تحقیق و تدبر کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس سے بچنا اور اس کے برعکس علم میں امانت و دیانت کا لحاظ رکھنے کی اخلاقی قدر کی ضرورت و اہمیت فی زمانہ اور بھی زیادہ ہو چکی ہے جبکہ علمی سرقہ و خیانت (Plagiarism) کو اختیار کرنے اور اسے پکڑے جانے سے پوشیدہ رکھنے کے لیے بھی الگ سے سافٹ ویئرز مارکیٹ میں آچکے ہیں۔

۳۔ علمی مہارت کے بعد رائے و فتویٰ

اخلاقیاتِ علم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ نامعلوم کے بارے میں واضح کر دیا جائے کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ کسی علمی معاملہ میں لاعلمی کا اظہار کرنے میں کوئی شرمندگی و ندامت نہیں۔ اس بات کی وضاحت کے لیے مشہور حدیث جبریل علیہ السلام کافی ہے جو کہ مومنوں کو دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔ آپ ﷺ سے لوگوں کی موجودگی میں جبرئیل امین نے قیامت کے وقوع کے بارے میں سوال پوچھا تو آپ ﷺ نے پوری وضاحت سے جواب میں فرمایا: "مَاالمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ"[۱۴] (یعنی جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا)۔ اسی اُصول کے پیش نظر آپ ﷺ نے لاعلمی کی حالت میں فتویٰ دینے کے گناہ کا مستحق فتویٰ دینے والے کو قرار دیا اور فرمایا: " مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ"[۱۵] (یعنی جس شخص کو بغیر علم کوئی فتویٰ دیا گیا (اور اس نے اس پر عمل کر لیا) تو اس کا گناہ اسی پر ہو گا جس نے اسے فتویٰ دیا)۔ اسی طرح اسلام فنِ طب میں مہارت کے بغیر علاج معالجہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا اسی لیے کوئی جعلی یا ناتجربہ کار ڈاکٹر اگر ایسا کرے اور مریض کو کچھ نقصان پہنچ جائے، اس کی جان چلی جائے، یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو اسے اس کا ضامن قرار دیا گیا ہے ۔ چنانچہ پڑھانے سے پہلے مطالعہ کر کے جانا اور اپنا لیکچر تیار کر کے پڑھانا بھی اسی زمرے میں آئے گا۔ اس طرح کے کثیر فرامین ہیں جن میں تعلیم و مشورہ کو علم کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے تا کہ کسی کا اس نقص علم کی وجہ سے نقصان نہ ہو جائے۔

۴۔ عجز و انکسار کا مظاہرہ اور علمی تکبر و غرور سے اجتناب

علمی اخلاقیات میں سے ایک اہم پہلو اہل علم کا عجز و انکسار کا اظہار اور علمی تکبر و غرور سے اجتناب ہے۔ عاجزی اور انکساری بھی علماء کے اخلاق میں سے ہے عالم حق غرور و خود رائی کا شکار نہیں ہوتا بلکہ وہ پختہ ادراک رکھتا ہے کہ علم ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے اور اس کی تہہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اس لیے وہ علمی لحاظ سے بھی منکسر المزاج ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس امکانی خرابی کو بھانپتے ہوئے اس کا اظہار پہلے ہی فرما دیا تھا اور علم پر اترانے اور غرور کرنے والے اہل علم کو جہنم کا ایندھن قرار دیا اور اس کی پرزور مذمت فرمائی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "حقیقی اسلام اس وقت تک نظر آتا رہے گا جب تک کہ سمندروں میں تاجروں کی آمد و رفت جاری رہے گی اور جب تک گھوڑے اللہ کی راہ میں خطرات سے نبرد آزما رہیں گے۔ پھر ایسے لوگ آجائیں گے جو یہ کہتے ہوئے قرآن پڑھیں گے کہ ہم سے زیادہ پڑھا ہوا کون ہے؟ ہم سے زیادہ علم والا کون ہے؟ ہم سے زیادہ فقیہ کون ہے؟ پھر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: کیا ایسے

لوگوں میں کوئی خیر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ تم میں سے اس امت میں سے ہوں گے، یہی لوگ آگ کا ایندھن بنیں گے [16]۔

ایک عالم کو جب تواضع کی نعمت حاصل ہوتی ہے تو وہ ایک حد سے آگے نہیں بڑھتا اپنے ساتھ دوسرے کو بھی حصہ دار بناتا ہے اور اس کا حق اسے دیتا ہے۔ وہ باطل دعووں کے ساتھ لوگوں کے ساتھ مقابلہ بازی نہیں کرتا۔ کیونکہ علماء حق کا مقام و مرتبہ یہی ہے کہ وہ اللہ کے لیے عجز و انکساری اختیار کریں، اپنے ساتھ انصاف کریں دوسروں کے موقف کا بھی خیال رکھیں اور اس کے اسباب تلاش کرنے کی کوشش کریں [17]۔ اس طرح علم کی بنیاد پر آ جانے والے تکبر اور غرور کا خاتمہ ہو سکتا ہے جو کہ علمی اخلاقیات کا ایک اہم پہلو بنتا ہے۔

۵۔ علم کے مطابق عمل کرنا

علم کی اصل اخلاقیات علم کے تقاضوں پر عمل کرنا ہے۔ زبان تک محدود علم کو انسان کے خلاف اللہ کے پاس حجت قرار دیا اور فرمایا: " الْعِلْمُ عِلْمَانِ: عِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَاكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ , وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَتِلْكَ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ"[۱۸]

(یعنی علم دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ علم جو دل کی گہرایوں تک اترا ہوتا ہے اور یہی علم فائدہ مند ہوتا ہے اور دوسرا علم جو صرف زبان تک محدود ہوتا ہے۔ (اور چونکہ اس علم پر عمل نہیں کیا گیا ہوگا اس لیے) یہ علم انسان کے خلاف اللہ کے پاس ایک حجت ہوگی)۔

آپ ﷺ نے علم پر عمل نہ کرنے اور اس کو استعمال نہ کرنے والے کو زبان کا عالم اور منافق قرار دیا ۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اپنی امت کے بارے میں کسی مومن سے کوئی خطرہ ہے نہ کسی مشرک سے۔ مومن کو اس کا ایمان غلط کام کرنے سے روکے رکھے گا اور مشرک کو اس کا کفر خوار کردے گا مگر مجھے تمہارے بارے میں زبان کے عالم، منافق سے خطرہ ہے۔ یہ شخص بات تو ایسی کہے گا جسے تم اچھا سمجھتے ہو لیکن کرے گا وہ جسے تم برا سمجھتے ہو"[19]۔ ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ اگر کوئی علم وفن یا ہنر سیکھ لیا جائے تو اسے بھی صحیح معنوں میں استعمال کیا جائے یا غلط طور پر علم سیکھ لینے کے زبانی دعوے بھی نہ کیے جائیں۔

۶۔ فائدہ مند علم کا حصول

علم کی اخلاقیات میں سے ایک اہم بات یہ ہے کہ ایسا علم حاصل کیا جائے جو فائدہ مند اور نافع ہو، انسانیت کے لیے مفید اور کارآمد ہو اور ضرر رساں اور ضارنہ ہو نیز سیکھے گئے علوم کو بھی فائدہ مندی کے کاموں میں اور مثبت و کارآمد سمت میں استعمال کیا جائے۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات و ماخذ میں علم کی تقسیم دینی و دنیاوی کے طور پر نہیں کی گئی بلکہ نافع اور ضار کے طور پر کی گئی ہے۔ اور علم نافع کے حصول کو علم اور اسی کے تمام فضائل و فوائد کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے حصول کے لیے دعائیں مانگی گئی ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ دعا ارشاد فرمائی: " اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا"[۲۰]

(یعنی اے اللہ میں تجھ سے علم نافع (فائدہ مند علم) کا سوال کرتا ہوں)۔ یہ علمی اخلاقیات کا عروج ہے کہ علم ہو تو فائدہ مند ہو اور مفید ہو ورنہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جبکہ اس کے برعکس بے فائدہ علم سے پناہ مانگی گئی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسے علم سے اللہ کی پناہ مانگی جو فائدہ مند نہ ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی دعا میں ایک دعا یہ ہوا کرتی تھی: "اللَّهُمَّ

إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ"[21]۔(یعنی اے میرے اللہ میں ایسے علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو فائدہ نہ دے)۔
ان علمی اخلاقیات کی پر مبنی تعلیمات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی بھی شعبے کے علوم ہوں اگر انہیں منفی سرگرمیوں کے فروغ، تخریب کاری کے امور، انسانیت کو تکلیف دینے اور ایذاء پہنچانے کے لیے استعمال کیا جائے گا تو وہ ممنوعہ علوم ہی کے زمرے میں شمار کیے جائیں گے۔

۷۔ حصولِ علم میں مداومت واستقلال

اسی طرح علم کی اخلاقیات میں سے ایک یہ بات سامنے آتی ہے کہ حصول علم میں تسلسل اور مداومت ودوام برقرار رکھنا چاہیے۔ کیونکہ علم کو ہمیشہ تجدد اور نمو (Updating) کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز علم پر مزید غور وخوض اور تحقیق وتدقیق سے انسان پر علم کے کئی مخفی اسرار ورموز عیاں ہوتے ہیں اور علم کے نئے نئے باب کھلتے ہیں۔ گود سے قبر تک علم حاصل کرنے کا مقولہ اس سلسلہ میں ایک بہترین ترغیب کا درجہ رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے اسی لیے علم میں مسلسل اضافے کی دعائیں تعلیم فرمائیں۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی رات کو بیدار ہونے کے بعد کی جو دعائیں نقل کی ہیں ان میں سے ایک یہ تھی "اللَّهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا"[22] (یعنی اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما)۔ اضافہ علم کا تقاضا ہے کہ حصول علم کا تسلسل نہ ٹوٹنے پائے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ تعلیم وتعلم کے تسلسل کا طریقہ بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں: "كُنْ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا، أَوْ مُحِبًّا أَوْ مُتَّبِعًا، وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ"[23]، (یعنی یا تو عالم بنو یا متعلم یا ان کے محب یا ان کی اتباع کرنے والے بنو، ان کے علاوہ پانچویں نہ بنو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے)۔

نیز نامساعد حالات میں حصولِ علم اور اس دوران آنے والی مشکلات پر صبر آپ ﷺ کی تعلیمات کا حاصل ہیں۔ آپ ﷺ نے شعب ابی طالب اور دار ارقم میں انتہائی نامساعد حالات میں بھی تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رکھا اور آنے والی مشکلات پر صبر وحوصلہ سے کام لیا۔

۹۔ معلم ومدرس کا احترام اور قدردانی

استاد کا احترام اور عزت وتوقیر علم کے اخلاق میں اہم ترین مقام کا حامل امر ہے۔ آپ ﷺ نے استاد اور باعمل عالم کی عزت کرنے کے لیے خصوصی فرامین ارشاد فرمائے۔ چنانچہ فرمایا: " لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيرَنَا، وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا"[24] (یعنی جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کو اس کا مقام جانتے ہوئے عزت نہ دے وہ میری امت میں سے نہیں)۔ اسی طرح کا ایک فرمان نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یوں نقل کیا گیا ہے: " إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ "[25] (یعنی بوڑھے مسلمان اور غلو وغفلت نہ کرنے والے عالم قرآن اور انصاف پسند حکمران کی عزت وتوقیر اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی علامت ہے)۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات میں اور مسلمان علماء نے ہمیشہ استاد کی عزت وتوقیر کو خصوصی اہمیت کے ساتھ بیان کیا اور استاد کو روحانی باپ کا درجہ درجہ دے کر اس سے حسن سلوک کی سختی کے ساتھ تاکید کی ہے۔

۱۰۔ ہر شعبہ کے اخلاق حسنہ کی تعلیم

تعلیمی اخلاقیات میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ ہر شعبہ کی تعلیم میں اخلاق حسنہ کی تعلیم کو ضرور شامل کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت بطور معلم کے فرما کر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معلم کی یہ لازمی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اخلاق حسنہ کی تعلیم دے اور

آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلے۔ آپ ﷺ کا اپنا مقام اخلاق تو آیت مبارکہ: " وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ[26]" سے واضح ہو جاتا ہے نیز آپ ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد تکمیلِ حسنِ اخلاق قرار دے کر گویا اپنی ذمہ داری اور فرائض منصبی میں سے اہم ترین کا تذکرہ فرمادیا اور ارشاد فرمایا: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي بِتَمَامِ مكارمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الْأَفْعَالِ "(یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل اور اچھے افعال کو مکمل کرنے کے لیے مبعوث فرمایا ہے)[27]۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر شعبہ زندگی سے متعلق علم کے حصول و فروغ کے دوران اس شعبہ سے متعلقہ اخلاقیات کو لازمی مضمون اور علم کے طور پر پڑھایا جائے تاکہ ہر شعبہ سے وابستہ افراد اخلاق حسنہ کا ایک چلتا پھرتا نمونہ بن سکیں۔ ورنہ ان اخلاقیات سے عاری علوم کی ترویج و حصول کے بعد عملی زندگی میں خود غرضی، لالچ، بد دیانتی، فرائض سے غفلت اور انسانیت کے ساتھ بد سلوکی کے مشاہدات و امکانات کثیر ہو سکتے ہیں۔

اس سلسلہ میں آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہی بہترین ساتھی ہو سکتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی صفات لازمہ یا انفرادی اخلاق جیسے حیاء، حلم و بردباری، لطف و رفق، تواضع اور سادگی و قناعت وغیرہ ہوں یا صفات متعدیہ یا اجتماعی اخلاق جیسے شجاعت و استقلال، دیانت و امانت، عدل، جود و سخا، ایثار و مہمان نوازی، ایفاء عہد، عفو و درگذر، دشمنوں سے سلوک اور شفقت و رحمت وغیرہ ہوں، آپ ﷺ نے ہر دو اقسام کے اخلاق میں اپنی تعلیمات اور سیرت و اسوہ کے شاندار نمونے مہیا فرمائے ہیں جو کہ دور حاضر کے تمام انسانوں کے لیے حصول علم اور تزکیہ کے بہترین ذرائع، مشعل راہ اور جادہ منزل ثابت ہو سکتے ہیں۔

۱۱۔ تعلیم میں خیر خواہی اور آسانی

تعلیمی عمل میں خیر خواہی، آسانی اور سہولت کی فراہمی علمی اخلاقیات میں انتہائی اہمیت کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا: إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّفًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا"[28] (یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے متشدد بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے معلم اور آسانیاں پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔ عصر حاضر میں علوم و فنون کو آسان طریقوں سے سکھانا اور ان کی تسہیل و تشریح کے ذریعے تدریس و تعلیم اچھے نتائج کا سبب ہوتے ہیں اس لیے آپ ﷺ کی اس تعلیم کی روشنی میں اسے اختیار کرنا مفید ہو گا اور علمی نتائج و ثمرات کے اعتبار سے کافی بہتر ہو گا۔

اس کی روشنی میں علمی سفر میں رکاوٹیں کھڑی کرنا، تنگ کرنا، بلاوجہ مشکلات میں ڈالنا اور بے تحاشا بوجھ ڈالنا، ڈگریوں کے اجراء میں بلاوجہ کی رکاوٹیں، طلباء کے کاغذات پر دستخط کرنے سے گریز، انتظامی عہدے داروں کی طرف سے بلاوجہ کی دشواریاں پیدا کرنا اور اداروں کے پاس وسائل ہوتے ہوئے مستحق طلباء کی مالی معاونت نہ کرنا بھی بداخلاقی کے طور پر ممنوع اور ناپسندیدہ امور قرار دیا جائے گا۔

حضرت معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ہمراہ نماز کے دوران کسی کے چھینک مارنے پر یرحمک اللہ کہہ دیا۔ آپ ﷺ نے نماز کے بعد صرف نصیحت فرمادی۔ حضرت معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، وَاللهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا شَتَمَنِي وَلَا ضَرَبَنِي "[29]۔ (یعنی آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں، میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور بعد میں کوئی آپ ﷺ سے بہتر تعلیم دینے والا معلم نہیں دیکھا، آپ ﷺ نے نہ تو مجھے غصہ کیا، نہ ہی مجھے گالی دی اور نہ ہی مجھے مارا)۔ اس سے آپ ﷺ کا اسوہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور دوران تعلیم تشدد اور نفرت کے ماحول کو اس کی

روشنی میں سنوارا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے تو پورے دین کو ہی خیر خواہی قرار دیا اور سکھانے میں آسانی کو ملحوظ رکھنے کی تلقین فرمائی اور دین اسلام کو آسانی والا دین قرار دیا۔

الغرض آپ ﷺ نے انسانیت کو اخلاقیات کا پورا ایک جامع نظام تعلیم فرمایا ہے۔ تعلیمی اخلاقیات اس کا ایک جزو ہے۔ اگر ان اخلاقیات کو اختیار کر لیا جائے تو تعلیم سے استفادہ بہت زیادہ ہو سکتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

حوالہ جات

1 ۔ المجادلہ۵۸:۱۱

2 ۔ آل عمران۳:۱۶۴

3 ۔ ابن ماجه، امام، سنن ابن ماجه، کتاب الایمان، باب فضل العلماء والحث علیٰ طلب العلم، رقم الحدیث ۲۲۹

4 ۔ ابو داؤد، امام، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما یقول الرجل اذا تعار فی اللیل، رقم الحدیث۵۰۶۱

5 ۔ الترمذی، امام، سنن الترمذی، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، رقم الحدیث ۲۶۴۶

6 ۔ صدیقی، نعیم، تعلیم کا تہذیبی نظریہ، (لاہور: الفیصل ناشران، ۲۰۰۹ء) ص ۱۱۸

7 ۔ مسلم امام، الجامع الصحیح، کتاب الفتن، رقم الحدیث ۷۰۲۸

8 ۔ الترمذی، امام، سنن الترمذی، ابواب العلم رقم الحدیث ۲۶۵۷

9 ۔ ابن ماجه، امام، سنن ابن ماجه، کتاب الایمان، باب من سئل عن علم فکتمهٗ، رقم الحدیث ۲۶۱

۰ ۔ الترمذی، امام، سنن الترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی کتمان العلم، رقم الحدیث ۲۶۴۹

11 ۔ القرضاوی، علامہ ڈاکٹر یوسف، رسول اکرم ﷺ اور تعلیم، اردو ترجمہ ارشاد الرحمٰن، (لاہور: دار التذکیر، ۲۰۰۹ء) ص۱۲۹

12 ۔ الطبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر (القاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ، ۱۴۱۵ھ) رقم الحدیث ۱۱۷۰۱

13 ۔ القرضاوی، علامہ ڈاکٹر یوسف، رسول اکرم ﷺ اور تعلیم، اردو ترجمہ ارشاد الرحمٰن، ص ۱۰۲

14 ۔ البخاری، امام، الجامع الصحیح، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله: ان الله عندهٗ علم الساعة، رقم الحدیث ۴۷۷۷

15 ۔ ابو داؤد، امام، سنن ابی داؤد، کتاب العل، با التوقی فی الفتیا، رقم الحدیث ۳۶۵۷

16 ۔ الطبرانی، ابو القاسم، المعجم الاوسط، (القاہرہ: دار الحرمین) رقم الحدیث ۶۲۴۲

17 ۔ القرضاوی، نفس المصدر ص ۱۱۰۔

18 ۔ ابن ابی شیبه، ابو بکر، المصنف فی الاحادیث والآثار، کتاب الزہد، (الریاض: مکتبة الرشد، ۱۴۰۹ھ)، رقم الحدیث ۳۴۳۶۱

19 ۔ الطبرانی، امام، المعجم الصغیر، رقم الحدیث ۱۰۲۴

۰ ۔ ابن حنبل، امام احمد، مسند احمد، رقم الحدیث۲۶۵۲۱

21 ۔ ابن ماجه، امام، سنن ابن ماجه، کتاب الایمان، رقم الحدیث ۲۵۰

22 ۔ ابو داؤد، امام، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما یقول الرجل اذا تعار فی اللیل، رقم الحدیث۵۰۶۱

23 ۔ ابن عبد البر، یوسف بن عبد الله، جامع بیان العلم و فضله، ابواب فضل العلم واهله (السعودیه، دار ابن جوزی، ۱۴۱۴ھ)، رقم الحدیث ۱۴۲

24 ۔ ابن حنبل، امام احمد، مسند احمد، (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۴۲۱ھ)، محقق شعیب الارنوؤط، رقم الحدیث ۲۲۷۵۵

25 ۔ ابو داؤد، امام، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب تنزیل الناس منازلهم، رقم الحدیث ۴۸۴۲

26 ۔ القلم :

27 ۔ الطبرانی، ابو القاسم، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، دار الحرمین القاہرہ، رقم الحدیث ۶۸۹۵

28 ۔ ابن حنبل، نفس المصدر رقم الحدیث۱۴۵۱۵

29 ۔ نفس المصدر، رقم الحدیث ۲۳۷۶۲